

خوابِ فردا سے ہو گیا

مسوب
- : دیکھا کسی نے سورج کو

اپنے موتی
چھپا کے رکھ نہ سکی
آسماں نے حیرا لیے آنسو



یادِ رفتہ نے
سناٹی ہے تمہاری داستاں
کس یہ تم مائدِ کردگی فردِ مجرم



ڈھونڈتا ہے ہر طرف تباہیں
مگر
اقبال ملتا ہی نہیں



بند دروازوں کے پیچھے
منتظر ہیں میرے خواب
تم کو جانا ہے وہاں

ساری دنیا میں ہمیں ہے
آگ کا
ہم لہس یا ہم لہا



آگ ہے
 شعلہ فتال
 جو الٹا مٹکھی خاموش ہے



میری یادیں
 لے رہی ہیں کورسے کا عد میں یناہ
 لفظ کچھ کہتے ہنہیں



اس کی نوآباد دُنیا کے تعلق سے مٹا ہے
وہ ہماری دسترس سے دُور ہے
اگر زوِجے مٹا ہے

دامِ ساحل سے ٹکرا کر
یرِ مدہ مر گیا
اس کی سالیں ریت میں محفوظ ہیں

نآشا، بجوم میں
اینوں کی جستجو
اک ناروا عمل

فطرتِ ہر سال میں شامل ہی نہیں
اں دلوں
عصرِ معصومیت

اس طرف کٹتی ہے
جب کوئی لیکر
ذہن و دل میں زلزلہ محسوس ہوتا ہے مجھے

میں نے آخر کار
بہچاتا اسے
مختلف تھے رنگ روپ



کل قیامت ہی سہی
کچھ بچا کر رکھ دیا ہے
سلِ فردا کے لیے



ٹھومتے آئے تھے بادل
اڑ گئے ہیں کس طرف
منظر ہے کب سے قلمِ ماؤلی



ہاں غلیمت ہے
کبھی کا انتظار
وقت رکتا ہی نہیں

میری دنیا میں کبھی
تنہا
کوئی چلتا نہیں

مادلوں کے روزنوں سے
مترخ کرلوں نے کیا ہے
چشمِ میا کا شکار

اک نئی دنیا کا دھندلا سا تصور ہے


رواں

حواب کے لیے سفر میں

نام

بھٹس گیا ہے خارزاروں میں
یرتدوں کا گروہ
مترخ ہے ساری زمیں



گم شدہ موتی
نظر آتے ہیں اس کی آنکھ میں
دور ہے ساگر کہیں



ہے نگارِ متب یہ

سُورج مہرِ ماں


سو گئے ہیں سب حِرا ع



گھر یہ پہنچاتے ہیں آحر

رات میں

تہا مسافر کو درخت



آرہی ہیں مختلف سمتوں سے آوازیں
کہیں
نوتا بنگل نہ ہو یہ زندگی


وہ لقیں سے کہہ رہا ہے
اس کی چادر میں سمٹ کر آئے گا
سارا جہاں

صفت بہ صفت
آئیں جو کر میں
ہو گئے آنکھوں سے اوجھل راستے



اس کے سارے تھوٹے
بُرف کی تہہ سے
چیک کر رہ گئے

گھٹ رہا ہے
حلقہ سیارگاں
چاند ہی نادان ہے


مرتے مرتے بھی ہوئے ہیں
زمدگانی سے
سے قول و قرار



میری نظموں کے سیہ تالوت میں
مدفون ہے
میری حیات



دامسِ کوہ سار میں
چھپاتا ہے یرندہ
گو سحی ہے سب کے سینوں میں صدا



سب بجلا لیں اپنی اپنی کشتیاں
رگریہ زن ہے
آب دریا ہر طرف

کاٹتی ہیں
نارسیدہ خواہشیں
خشک پتوں کی طرح

تہد سے لبریز ہے بوتل
مگر
بھس گئی ہے اس میں لے بیجاری مگس

حشک پتے ہیں رہ گماروں پر
لوگ روتے ہوئے گزرتے ہیں
کر رہے ہیں درخت سرگوشی

وہ اکیلی جا رہی تھی
رات میں
اس کے سائے سے ٹیکتا تھا ہوا

اتنی کی دھن میں
کوئی
رہدگروں کو خیرا کر لے گیا



یوں نظر آتی نہ تھی
 دیا میں
 کیا یہی ہیں لمحہ ہائے آخریں



اس کے مستقل کی بنیادوں میں
 کتنے اُن گنت معصوم لوگوں کی
 مقدس خاک ہے



کھو چکی ہے معنی و مفہوم
میری روشنی
زیر سایہ ہیں خواہ اس

مادلوں میں قید ہے سورج
خلا میں
پھنس گئی ہیں تتلیاں

میری آنکھیں
تک رہی ہیں چاند کو
دیرہ دیرہ ہو رہی ہے سب زمیں

D

کس کو سمجھوں معتبر
کس طرح آگے بڑھوں
راستے کیا کیسا سناتے ہیں مجھے

D

کس نے دیکھی ہے مقدر کی کتاب
سب کے سب ہیں
زلفِ فردا کے اسیر

ایسی وسی مات
وہ کہتا ہے دنیا کے تعلق سے مگر
پھر بھی دل سے آرزو جاتی نہیں



توں آلودہ کفِ یا کے تلے ہے
 کوہ سار
 دُور سے وہ دائِ گدِ مِطر آیا مجھے



میرے گھر آتا ہے سُورج
 تِمام کو
 سرِ چھیاے کے لیے



یوں ریلے بھیل دکھائی دے رہے ہیں
آئیے میں
مجھ ہوں عکس جیسے سامے

قتل ہوئے ہیں
یہاڑوں میں
ہمارے روز و شب



سورج بھی عرق ہو گیا
کستی کے ساتھ ساتھ
سب فاتحہ پڑھیں



بڑھ کے تیرسہ دے رہی ہے
عمردہ نوجوں کو
ریت



ڈر گئی ہیں میری آنکھیں
جھاڑیوں میں دیکھ کر
لاشوں کا ڈھیر

بھر گیا کشتوں
اور مسرور ہے در یوزہ گھر
بھر کر شمع کر گیا اس کا ہنسر

یہ نرندے جاگتے ہیں
صبح کی خواہش میں
کر میں دیر سے آتی ہیں دھرتی پر

D

ماتے جاتے
رک گیا حب آخری لمحہ
تو بھیت یا بہت

D

تنگ راہیں جا رہی ہیں
کوہ ساروں کی طرف
ریگتے پھنکار تے سانپوں کی طرح

میں نے اپنے منتظر الفاظ میں کر
بند کمرے میں جلائے
رات کو

ہر طرف ہے آگ
حص میں خل رہی ہیں میری یادیں
کوئی ایندھن بھی نہیں

میں لے سمجھا
جیاد ہے موجوں کے ساتھ
غور سے دیکھا تو کوئی لاس تھی

اپنے ہی ناکارہ انڈوں کو
پھینا دیتی ہیں میٹروں میں کہیں
دل گرفتہ تتلیاں

سرمہنہ نارے
اُترتے ہی سمندر میں نہانے کے لیے
لاج سے موجیں سمٹ کر رہ گئیں

د
رور روتس میں اتر کر فرس یر
مجھ سے کہتا ہے کبھی سرگوشیاں
حلقہ سیارگاں

صرف حق گوئی تھا اس کا جرم
جس یر
رور ہی ہے کل سے آردہ صلیب

گندے یانی کی جھکیاں لے کر
مطمئن ہے کہ اس کی ییاس کُھئی
میرا بچہ بھی کتنا بھولا ہے

ہے تماشہ
غیب کی آوارہ
مادالوں کے بیچ

صبح سے
محصور یادیں کر رہی ہیں احتجاج
آج پھر خطرے میں ہے دل کا حصار

D

جب تارے رو رہے تھے
آسمان کی سطح پر
ریزہ ریزہ ہو رہی تھی میری آنسو دہ زیں

D

میں نے رستے کے سافری
پہلے سے یاد ہے
سید پر ابھی



مندر وازوں سے
شب کی تیرگی میں
کس طرح آتے ہیں جواب



آئینہ دیکھا تو
آزردہ ہوئی
اس کے مالوں میں سعیدی آگئی



لمحہ لمحہ گزر رہی ہے
کس طرح خود کو بچاؤں
راکھ سے

ہنت مٹی تسکلوں میں
مجھ سے مل رہے ہیں روز و شب
سایہ کیوں رکتی نہیں



روازوں سے
کی تیرگی میں
طرح آتے ہیں حوا



ہرچ سنان رہ گرا روں پر
اُعلیٰ یہ چھائیاں مسلط ہیں یا
بڑی خاموشی کا کہرا ہے

بڑھتے بڑھتے
گردِ اتنی بڑھ گئی
سریگوں ہے اس کے آگے کو ہمار

مجھ کو تنہا چھوڑ کر
جار ہے ہیں سب کے سب
صرف میری شاعری مجھ دعا ہے اس یاس

وقت استاد ہے
ہم دونوں کے زیج
گر گیا دستِ طلب

ہر جہ سنان رہ گزاریوں میر
اُجلی یہ چھائیاں مسلط ہیں یا
بڑی خاموشی کا کہرا ہے

بڑھتے بڑھتے
گردِ اتنی بڑھ گئی
سریگوں ہے اس کے اُگے کو ہمار



میرے اندر بکرو برہیں
اویکے اویکے یرتوں کا سلسلہ ہے
ٹوٹ کر گرتے ہوئے تارے بھی ہیں



بکھر ہیں میرے رو برو
رات دن ٹڑھتے ہوئے
یا ئے طعلک کے مقوش



کب سے وہ بیٹھی ہوئی ہے
ابر کے آوارہ ٹکڑوں کو فقط گنتے ہوئے
اور تو ہر بدحواس

ڈوتے سورج کی آزدہ کرن
پتہ مٹا ہے آخری پتے کو جب
تھر تھراتا ہے تھر



پستیوں سے
پریتوں جیسی ملدی یرہیج کر
کس لیے مرتے ہیں لوگ

D

سُورج کے ساتھ ساتھ ہی
گہا گئی ہے رُوح بھی
ٹوٹا ہوا ہے رالطہ

میری نظموں کی کتابیں
یا گلوں کے ہاتھ میں ہیں
یا خدا



رات بھر رہتا ہے
 سچے موتیوں کا لیس دین
 منظر العاظ سے



اس کے رخ کی جھڑبھڑ سے
 کھیلتی ہے چاندنی
 آنکھ لیس بد ہے



پرندے کو خبر کیا
اس کے مُردہ جسم ہی میں رہ گیا
آواز کا جادو

بھنس کے میرے جسم میں
رورہی ہے آتما
ڈھک گئی ہے اُن گنت یوتوں سے جھیل

وہ کوئی جواب نہ تھا
اک تماشہ تھا
بساطِ شب پر

D

سامے سے روایتوں کا تجربہ
اس کے پیچھے یہ نہیں مجھ کو
ہرگز

حار رہا ہے پھر کسی کو سچے کی جان یا
بھیا مک جرم سرزد ہو گیا
جانندگیوں عجلت میں ہے

جل رہا ہے ذرہ ذرہ
مچو گریہ ہیں نطخ
موح ساحل کے قدم جھوٹی نہیں



میری یومی کا یہ دعویٰ ہے کہ
وہ بھی
فکروں میں ہے راسر کی تریک



اڑ رہا تھا
میں ہوا کے سیکھیر
ٹھہر کے تاروں نے لیے میرے قدم



مجھ پہ حملہ کر رہی ہیں
بھر ہو انہیں

مہس رہا ہے عہدِ رفتہ کا غار

زندگی سے لڑتے لڑتے
کٹ چکے تھے دست و پا
مہرِ پاں کوئی نہ تھا۔

کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا
حملہ رن ہوتی ہے میری نظم دہنوں پر
سیاہی کی طرح

دُشمنوں کی فوج
حس کی جستجو میں بھر رہی ہے
وہ ہفتہ راز میرے پاس ہے

دیکھ کر افکارِ نو کی روشنی
آگیا سورج کے چہرے پر نکھار
سرخ رو ہے آگہی

میری لپٹیں ہیں کہ آنکھوں کا حساب
حرف گویا
گنجِ فردا کا نقاب

مُحّ کو آتا ہی نہیں ہے بات کرنے کا مہر
کس طرح قائل کروں
سوں آلودہ ہے اُس کی آستیں

اس کی لے میں ہیں
کئی تو میں قریح
بیانہ ہے کہ سو رہا ہے لے جبر

دُھند میں لیٹی ہوئی ہے روشنی
کی کیا ہٹ سی ہے پورے جسم میں
زندگی مصلوب ہے

رات مجھ سے کہہ رہی تھی
کاں میں
اس کا دامن پاک ہے



مجھ کو آتا ہی نہیں ہے بات کر لے کا ہر
کس طرح قائل کروں
ہوں آلودہ ہے اُس کی آستیں

D

میں ہیں
نرج
کہ سو رہا ہے لے کر

سب کتابیں
جل کے خاکستر ہوئیں
آگ سینے میں نہیں

رو رہا تھا
یک سچے کی طرح
کس نے سمجھایا اُسے

زرد ہوتا جا رہا ہے
حامد بھی میری طرح
سات کٹتی ہی نہیں

D

چل رہا تھا وہ بھی
کل سے ساہراہِ عام میر
اسا نظر میں اس کا سایہ بھی نہیں

سب کتا ہیں
جُل کے خاکستر ہوئیں
اُگ سینے میں نہیں

رو رہا تھا
یک بچے کی طرح
کس نے سمجھا یا اُسے



سگدل لوگوں میں بھیس کر
مضطرب رہتی ہیں اکثر
یاک رُو حیں



یڑ پڑھتے جڑ پڑھتے سن رہا ہوں
اب سکاؤ کی کوئی صورت ہمیں
ایک زینہ اور ہے



اُس کو میرے گھر میں آنے کے لیے
مدد میں درکار ہیں
روٹی ہے روٹی

ریت میں لیٹی ہوئی موج ہوا
حار ہی ہے کس طرف
وقت بتلاتا نہیں

چھت کے باغچے میں پہنچا تو یہ دیکھا
رو رہے تھے پھول
اپنے تخت پر

سواں میں واضح نہیں ہیں
فطرتِ تنہا کی طرح
ماں ہے رُوئے فلک

دہن آلودہ میں
تائستہ خیالوں کی صدا
طہلکِ معصوم کی کلکاریاں

دل کے ٹکڑے بھی برس کر
آکھ سے ادھیل ہوئے
ابر یاروں کی طرح

میرے دل میں
رہینگے ہیں سائیں
ہونٹوں سے ٹپکتا ہے لعاب

D

ایسا دُیا سو دسا کر
وہ اکیلا چل رہا تھا
راستے میں کھو گیا

D

برگِ آوارہ کو
ملتی ہے پناہ
خانقاہوں کی مقدس گود میں

وہ نہایت خاموشی سے
کھولتی ہے بابِ دل
قید میں ہے آرزو

اُگ رہی ہے بڑھ رہی ہے
روز روز
ڈر نہیں ہے ہاتھیوں کا گھاس کو

D

حلقہ حلقہ آرہی ہے
سامنے سے گرد
کوئی آگے آگے بڑھ رہا ہے راہ میں

D

کب تک کہتے رہیں گے
راستے
منقر ہے ناصلا

D

اُگل رہے ہیں
اجنبی دُھر لیا یہ
خوابوں کے درخت



میرے ہاتھوں سے رقم لیتے ہوئے
دستِ آلودہ میں
لررتی سی ہوئی



خود کو یکتائے زمانہ جان کر
اُس نے جٹانوں سے ٹکرایا
لہو کا ہے سیاں



آسمان پر
میں خاص و غماشاگ ہیں یا
سات رنگ

سب تھکے تھکے ہیں
کوئی سہوے نہیں ہے
خوش و خوشی ملک



اس کے قدموں کے تلے ہیں
 صف بہ صف روستن تارے
 قیدیوں کی شکل میں



کیوں مجھے کتر سجھ کر
 رو رہی ہو
 صبح سے



اُس نے کل مجھ کو دیا تھا
- رب شہر میں تھمنا
رہن باقی ہے آخرت سے تک

D

جسے پہلے سے دیکھنی ہے وہ ہے یہ
سب
نہ پوچھنا نہ پوچھنا نہ پوچھنا



مادلوں میں بھس گیا
 تنہا یربدہ
 منظر ہے گھوسلہ



وہ مری ہرات کو
 محصور رکھتی ہے
 دماؤں کی طرح



عیلولو
 اُٹھے ہوئے ادا ل کو بھجائیں
 کہاں اس کو پر سنا ہے

تم چہ انوں آتے کے خود نہ میں
 دو ہا سب نہ یہ ، مکی
 دو ہا

ح وہ پہنچی اپنے سورج کے قریب
ہو چکی تھی یوں ضعیف
راکھ میں سے تھے

سریٹوں کو اڑا کر لے گئی
یا گل ہوا
سمت سے نا آستا

بہتے ہوئے ہیں
آوازوں کا شور
زندگی

توڑ گئے۔۔۔ سے گان
ہائی تیس ہونے لگیں
بیشمار ہونے لگیں



ہر طرف محسوس ہوتی ہے مجھے
ریگ رواں
کیوں نہ پھیلاؤں میں ایسی سرحدیں



وہ اکیلا جا رہا تھا
بکر میں کھویا ہوا
رہمانی کر رہے تھے راستے کے سب تاجر



آن آخر
میکہ پاؤں
بُرن میے پانیوں پر مگ گئے

D

ہم نہیں
بھولیں گی کہ ہم ہیں ہیں وہ
نہ ہیں وہ سب کے ساتھ

گہرے یانی میں ڈوب کر سائے
تہہ کو ٹھیلیں تو
لا روال سین

میں لے سمجھا تھا کہ
تاہدہ رہے گی ساعتِ امروز بھی
روئے فردا کی طرح

د
عمد ویاں
دیکھتے ہی دیکھتے غل مائیں گے
نشاں ٹہنی کا طرز

D

یہ جہ دہوں کے خواب
نہ اچھو
مگر کہ خواب کو تو یہ ہیں

میں ڈوب کر سائے

میں اکیلا تھا
لیک کر میرے سائے نے مجھے پُرا کر دیا
جیغ اُٹھا توں سے

روسی آتے ہی

میرے ہاتھ میں

یانی یانی ہو گئیں : کیا

D

شعبہ بی بی میں
آؤں گی بھینیاں
تھری ڈھنڈھ میں ٹھہر جاؤ گے

میں اکیلا تھا
لیک کر میرے سائے نے مجھے چوما تو میں
جیغ اٹھا ہوں سے

D

دوڑے لمحوں کو اس لیے
ٹڑھ کے روکا تو سہی
ہو گیا معلوم کیوں ؟

D

روشنی آتے ہی

میرے ہاتھ میں

پانی پانی ہو گئیں، بیاں



صبح میرے ریاس آئی
نرم کاندھوں پر لیے دُنیا کا بوجھ
سامنے اخبار تھا

ریل اپنے ساتھ
لے جاتی ہے سیدے
بے شمار

سارے بچے
آٹھ پاں میں مست ہیں
اور دل کے ہاتھ میں کٹکول بن

میرے آیت پرندے
وہ سے میں ہوں
میں سے ہیں

ہوا میں

پتے لے دیکھا ہوئے تیر
ماں کی چھاتی تنک تھی

D

اڑ گئے سارے پر مدے
اب اکیلے نقشِ یابیں
رہ گدارِ باد پر

D

بیٹے بیٹے
تیز رو دریا کے پانی میں
قنا ہو گئے سارے رحمت

ایک بوقت
ایک بار
ایک بار
ایک بار

ہڈی ہڈی محل رہی ہے آتشِ الفا سے
رو رہا ہے قلب
میری آتما خاموش ہے

اُڑ رہی ہیں راستوں میں
تتلیاں
کس طرح وہ باغ سے رخصت ہوئیں

بڑی بڑی بیل رہی ہے آتش العاطفے
رو رہا ہے قلب
میری آتما نا موش ہے

کبھی بھیا مک جنگلوں میں
یہ درخش یا تی ہے
مرگِ ناگہاں

میں نے دیکھا
رو رہی تھیں جیوٹیاں
آگِ حبِ روشن ہوئی

گھاٹ سے اُتر آتو
سیرانی ہوئی
بُشت یہ دریا بہ سہما

صبر نہ د اُس سے نکر کر کرا
تھک گیا سونٹ کو سر
لو مگر کے واسطے

بکن بھیا نک جنگلوں میں
یرو ریش یاتی ہے
مرگِ ماگہاں

میں نے دیکھا
رو رہی تھیں جیوٹیاں
آگِ حبِ روشِ ہوئی

د
جانہ معصوم سے
روح زخمی ہو گئی
دل بہر میں غرق ہے

د
ہمیں تہا افسوس
تیرا دوا ایک باروں سے لے رہا ہے
یہ دل کے بیٹے ہاتھ ہیں

کس بے وہ لکھ رہا ہے
بے صرر باتوں کی تشریحیں
سہت

صبح سے نکلا ہوا میرا یہ مدہ
تنام تک لوٹا نہیں
دور حگل ہیں کہیں کوئی نیرندوں کی صیافت تو نہیں

ہی رہا ہے
کس سے دوپٹے مہاں میں
ایک مینڈک کی طرح

جھلپاتے وقت کے ہرک پروں پر
حراس کی پر مہائیاں
نہم رہی ہیں وہ وٹنی کے دلوں

آنکھ سے

ٹیک کا حوالہ گاروں یہ اشک

چاند کے دامن میں سورج چھپ گیا

D



حس یہ میں بیٹھا ہوا ہوں
وہ ہری مسد ہیں
تو بن قرح کا عکس ہے

D

میرٹ اس کے نقشِ پا
مِلتے ہیں
پڑمردہ دھنک کے آس پاس

D

موت
میرے خانہ دیراں میں آکر
کھو چکی ہے حاطہ

D

ہر سو برے دیکھتا ہوں
ایسے گھر کی خشک دیواروں کو
تشیگی مقصوم ہے

آج حوالوں سے یہ سمجھوتہ ہوا
اں سے پھریج کر رہوں میں
رات بھر

بہن اس کے منتہا!

مٹنے ہیں
پہنوں ملک کے مہیاں

جب بھی خود کو
ڈھونڈنے لگتا ہوں سطح آبِ میر
ہر طرف تیرے شگفتہ جسم ہی کا عکس ملتا ہے مجھے

پاگلوں کے درمیاں
کھو گیا سب کچھ مگر
پہ گئی میری اما



کوئی شاید تاک میں ہے
کھڑکیوں سے اس طرف
حادثہ

D



سہد کے ڈوبے ہوئے قطرے کو
دریا سے نکالا ہے قلم نے
بار بار

D

جب بھی خود کو

ڈھونڈنے لگتا ہوں سطحِ آب پر
ہر طرف تیرے شگفتہ جسم ہی کا عکس ملتا ہے مجھے

پاگلوں کے درمیاں
تکھو گیا سب کچھ مگر
نہ گئی میری اما

کس طرح جائے گی گھر سے
تیرگی
سب دریچے بند ہیں

لوسگفتہ بھول کی پتی یہ رہتی ہے ہمیشہ
صبح دم سورج کو
موتی کی تاناس

کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے
میرے قدموں سے زمیں روشن ہوئی
یہ سنا مژدہ تو پاؤں کی تھکن جاتی رہی

کس لیے مڈلا رہے ہیں
ہر طرف سے باز
مڑتا ہے ستارہ بھی کہیں



تہ کلیدِ تہر
 مجھ سے جس گئی
 رو بہ تھے ام و در

D



لحمہ لحمہ
 یوں بدلتی جا رہی ہیں ساری قدریں
 مضطرب ہے آرو

7

کہہ رہا ہے
ہو گئی تھیں مستقل سچائیاں
وہ بھی شاید عقل سے معذور ہے

لامکاں اُجلے یرمدوں کے تعاقب میں
نظر آتی ہیں مجھ کو دُور تک
اُڑتی ہوئی یرجھائیاں

زعم کرتی ہیں نئی نسلیں ہمیشہ
اُس سے پہلے
کس سے تسخیر جہاں کو ہوئی

سب کے سب ہیں عقل کے پیچھے رواں
کوئی سستا ہی نہیں
دل کی صدا

رات اور دن کی زبانیں

ایک ہیں

صرف میرے رنگ ہیں بدلے ہوئے

D

تم اگر سرگوستیوں میں
مات کرتیں تو یقیناً تھام لیتا
رات، ایسے تیز رو خوابوں کو میں

D

صبح سے وہ جُھن رہی تھی مختلف رنگوں کے مَہول
اُس نے گلہ سہ بنا کر میرے پیٹے کو دیا
تو میرے پیچھے کھڑا تھا مادب

میرے نقسٹ یا نہیں ہیں اُس کتادہ راہِ میر
رو رہا ہے حس کی ویرانی یہ
آرودہ آفت

صاف سُتھرے آئیے میں
کوئی سایہ تک نہیں
سوسن سا حالی مکان

میں مصرعوں پر تیل مدرتہ و تیل تحریروں میں اگر یہ ہائی کو کے بعدے مطالعات کا احترام نہیں کیا گیا
لیکن یہ تحریریں ہر حال ہائی کو ہی کی قصا میں سانس لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں لہذا میں انھیں ہائی کو ہی کی
صف میں نہ کر دوں گا۔

بادلوں میں پھنس گئے

تہا پر مدے
گھوسلے ہیں مستط

میں لے دیجھا

رو رہی تھیں جیو بیٹیاں

آگ حب روس ہوئی

بطور ایک محسوس ہیئت ہائی کو کی سائی بوعیت اس قسم کی ہے کہ اس میں موضوع یا نص میں مصموں کا طبع
یا اختلاف طویل نظم کے امداد میں ممکن نہیں ہے ہائی کو میں نفس گری کے طلسمات کی جلوہ گری بھی ہے اور
عزل کی رمز یہ کیفیات کی رگزارنگی بھی۔ حمید الماس مرا حار مدگی کے قریبی حالے حالے تحریرات کے
شاعر ہیں وہ ال ہی کی تمارت سے سرشار ہوتے ہیں اور ال ہی کے تار یک سالیوں کی یوریش میں ادا اس
ہو جاتے ہیں۔ حمید الماس کی تونی یہ ہے کہ وہ ہر مقام سے ملائمت اور حساست سے گزر جاتے ہیں
اگر یہ ایک ملائم امر دگی ال کے یورے کلام میں موجود ہے لیکن ہائی کو اور محقر نظمیں میں حمید الماس
کی خصوص یہ ہیں کی صورت میں اٹھری ہے۔

میں حمید الماس کو بڑے قریب سے جانتا ہوں، میں ان کے تخلیقی ولولے اور حدے کی
دا دیتا ہوں وہ اگر یہ کسی حد تک میری طرح روال عمر کے سائے میں ہیں لیکن ہر حال حس و ریاضت سے
سرشار ہیں اس کا ثبوت ان کی مساعی تارہ کار کا تو اثر اور تخلیقی تسلسل سے یہ ہائی کو اور س رائی کو اور
محقر نظمیں ان کی تخلیقی دریافت اور تخلیقی کامرانی کا تارہ ترین ثبوت ہیں۔

ملراح کو قمل

سے مختصر نظم کے قریب دھوار میں پہنچ گئی ہے تیسری مثال صرف سوال ہے۔ صرف ایک غزل
اور وہ بھی مکملاً تین ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھا ہوا عمل ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے۔

صبح سے نکلا ہوا میرا پردہ

شام تک ٹوٹا نہیں

قدحِ شعل میں کوئی صیامت تو نہیں

مدرسہ الا مثال میں ۱۸۵۶ کا پہلو بھی ہے اور مزاج کی ہلکی سی چاشنی بھی 'حیرت و اشتیاق'

کا پہلو بھی اٹھرا ہے اور صورتِ مسطر بھی۔ میں سمجھتا ہوں یہ مثال سن رائی یو کے قریب چلی گئی ہے

حمید الماس کے ہائی کو، (مختصر نظمیں) ساجی اور معوی اعتبار سے اکثر دیشیر یا تو مختصر نظموں

کے مندرجہ ذیل میں یا پھر مختصر نظمیں ۱۱ بعض اوقات خوب صورت اور کامیاب ہائی کو اور کبھی کبھی سن رائی

یو (سن ری او)

وہ اکسلا مارا ہوتا

مگر میں گھویا ہوا

رہا ہائی کر رہے تھے راتے کے سحر

دہنِ آلودہ میں

شائستہ جیالوں کی صدا

ملکِ معصوم کی کلکاریاں

چومتی ہے آخری سہ کو حب

ڈوتے سورج کی آردہ کرن

سحر سحر آتا ہے سحر

» مکوں پہلے دول کے تہمت میں

نظر آتی میں تھ کو تھ تک

آتی مونی چھساناں

دیکھا کہ جو جسے کہ اردو زبان میں لکھے جا رہے والے اکثر ان کی کوئی کہے زیادہ سرائی کے دیں ہیں
تاتے ہیں اور اردو شاعری کے بڑے اکثر نوعیت کے اعتبار سے عرب کے ستر قطعے یاڑائی یا پھر
مجموعہ کے تحت ہی جاتے ہیں۔

مختصر نظمیں (مختصر نظمیں) پڑھتے ہوئے ان کی دلآویز کیات سے متاثر
ہوئے کے اور خود میں عیب و عرس مذہب کے عالم سے گرا رہوں۔ میں ان کو ان کی کوہوں سن
رائی (سن ای او) کہوں یا صرف مختصر نظمیں کچھ مختصر نظمیں ملاحظہ کیجیے،

رغم کرتی ہیں مئی سلیں ہیٹھ

ان سے پہلے

کس سے نسیج جہاں لو ہوئی

لحمہ

یوں ملتی جارہی ہیں ساری قدیریں

مصطرب ہے اردو

کس لیے وہ لکھ رہا ہے

لے ضرر باتوں کی تشریحیں

بہت

تین مثالوں میں اظہار محسوس یاں کی سطح پر نقش گری ہے Rev der n کی کوئی کوستمن
ہیں کی گئی تیسری مثال میں اظہار کو مصرعے تعداد میں ہیں لیکن درحقیقت ایک ہی مصرعے کو تین
ٹکڑوں میں لکھ دیا گیا ہے۔ پہلی مثال میں "احوال صورت حال" چوں کہ صرف بیان کی سطح پر رہ گیا
ہے اس لیے میں اسے نظم یا مختصر نظم تسلیم کرے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ دوسری مثال بھی اگرچہ
کم و بیش یاں کی سطح پر ہے، لیکن پہلے مصرعے میں لحمہ لحمہ کی موجودگی اور تیسرے مصرعے میں اردو
کے اسطرلاب سے ایک برم روڈ رائی کیفیت کو ہم دیکھتے ہیں۔ دوسری مثال میری نظر میں اس اعتبار

مے مختصر نظم کے قریب وحوار میں پہنچ گئی ہے عیسوی مثال میں سوال سے صرف ایک عمل
اور وہ بھی تکلفاً تین ٹکڑوں میں کاٹ کر نکھا ہوا عمل ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے۔

صبح سے سکلا ہوا میرا پردہ

شام تک لٹا نہیں

دُور صبح میں کوئی صیامت تو نہیں

مصدر بالا مثال میں 1800 کا پہلو بھی ہے اور مراجع کی ہلکی سی چاشنی بھی 'حیرت و استعجاب'
کا پہلو بھی اٹھرا ہے اور صورتِ مسطر بھی۔ میں سمجھتا ہوں یہ مثال سن رائی یو کے قریب چلی گئی ہے
حمید الماس کے ہائی کو، (مختصر نظمیں) ساجی اور معوی استعارے اکثر ڈیٹر یا تو مختصر نظموں
کے مندرجہ ذیل میں یا پھر مختصر نظمیں ۱۱ بعض اوقات خوب صورت اور کامیاب ہائی کو اور کسی کسی سن رائی
یو (سی ری اد)

وہ اکبلا عاردا تھا

مگر میں کھویا ہوا

رہائی کر رہے تھے راستے کے سب تھر

دہن آلودہ میں

شائستہ جالوں کی صدا

طغیاب معصوم کی کلکاریاں

پتھرتی سے آخری پتے کو حب

ڈھونے شورج کی آلودہ کرن

تھر تھرا آتے تھر

و اماں آہٹ دہن کے قنات میں

مطہر میں تھر کو ڈھونڈ

بڑتی موتی، چھپاناں

یا سچ تو جسے کہ آدھوراں میں بچے جانے والے اکثر ہائی کو ہائی کو سے زیادہ سرائی ہو کے دیں ہیں
تے ہیں آدھ اور دھناغری ہکے ریڈ اکثر نو قیمت کے اعتبار سے عمل کے ستر، قسطے یا ڈامائی یا بھر
بھٹکے قریب ہیں جاتے ہیں۔

محکمہ الماس کے ہائی کو دیا محقر نظیں، بڑھتے ہوئے ال کی دلاؤ برکیات سے متاثر
ہوئے کے ماحول میں عجیب و غریب مذہب کے عالم سے گرا ہوں۔ میں ال کو ہائی کو کہوں سن
دائی ہو (سن اسی او) کہوں یا صرف محقر نظیں کچھ محقر نظیں کچھ مثالیں ملاحظہ کیجیے۔

دعم کرتی ہیں جی سلیں ہیٹھ

ان سے پہلے

کس سے تھیر جہاں لو ہوئی

لحمہ

یوں مدتی ماری ہیں ماری قدریں

مصطرب ہے آدھ

کس لیے وہ لکھ رہا ہے

بے ضرر باتوں کی تشریحیں

ہت

میں مثالوں میں اظہار محسوس یاں کی سطح پر نقش گری *REN DERING* کی کوئی کو شستی
ہیں کی گئی۔ تیسری مثال میں نگاہ پر تو مصرے تعداد میں ہیں لیکن درحقیقت ایک ہی مصرعے کو تین
ٹکڑوں میں لکھ دیا گیا ہے۔ پہلی مثال میں "احوال صورت حال" چوں کہ صرف بیان کی سطح پر رہ گیا
سے اس لیے میں اسے نظم یا محقر نظم تسلیم کرے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ دوسری مثال بھی اگرچہ
کم و بیش یاں کی سطح پر ہے، لیکن پہلے مصرعے میں "لحمہ لحمہ" کی موجودگی اور تیسرے مصرعے میں آدھ
کے اصطلاح سے ایک نرم رو ڈرامائی کیفیت کو ہم دیکھتے ہیں۔ دوسری مثال میری نظر میں اس اعتبار

تخلیقی دریافت اور کامرانی

ہائی کو حایائی تناہی کی مقبول نام صرف سہی سے ہائی کو میں میں مصرعے ہوتے ہیں۔ پہلے مصرعے میں صورت حال کا ذکر ہوا ہے دوسرے میں لہائی بر اور لود تیسرے میں ملوچ نقش یا حیرت و استعجاب کا اظہار ہائی کو کے مصاحف موسم کے رنگوں، آس یا س کی مام رمدگی کے قہریوں پر مشتمل ہوتے ہیں طریق اظہار اور یکجہ تنائے اور العاط مام لول چال کے الساط ہوتے ہیں۔

ہائی کو کا آخری مصرع نامعلوم کسی۔ کسی اسم NOUN پر حتم ہوتا ہے ہائی کو سے ملتی تخلیقی ایک اور حایائی صرف سہی بھی ہے 'س رائی یو SENRYO س رائی یو میں مصرعوں کی تعداد تو ہائی کو کی طرح تین ہی ہوتی ہے لیکن ہائی کو میں س رائی یو میں طر تصحیک، تحسیر کے عناصر بھی شامل ہوتے ہیں س رائی یو آخری مصرع میں آخری لفظ کو کسی اسم NOUN کی صورت میں لانے کی قید ہے بھی آواز ہے اور موسموں کے تکلف سے بھی ہائی کو اور س رائی یو میں پہلا مصرع یا پہ سلیسلر syllable پر مشتمل ہوتا ہے دوسرا سات بر اور تیسرا چار یا چ بر پچھلے کچھ برسوں میں بہت سے اردو شاعروں نے ہائی کو لکھنے کا تجربہ کیا ہے حمید الماس اس میں سے ایک ہیں، لیکن اتفاق ایسا ہے کہ اردو شاعروں کے اہموں سے گزرتے ہوئے محقر نظم ہائی کو اور س رائی یو کی کمی اور سامتی حدود گذر نہ ہو گئی ہے اردو شعرا کے بیشتر ہائی کو محض میاں کی سطح پر ہی تناہی کی مادی خصوصیت تحسیر کامرانی کے شس سے بھی ماری ہیں۔

محض اوقات ایک طے یا مصرعے کے تین ٹکڑے ہیں اور آخری مصرعے میں مطلق نقش کے شس حیرت و استعجاب اور آخری لفظ کے طور پر مام یا اسم NOUN کی موجودگی سے ماری ہیں مصاحف کے اعداد سے بھی دونوں اصناف ہائی کو اور س رائی یو اس ای او میں حد امتیاز کا کوئی احترام نہیں کیا

وہی کیفیت ہے جس سے دو سطروں کی تین سطریں مں جاتی ہیں۔ رکن معامیل (محر ہرج) میں تین رتل محمول (فاعلاتن معلاتن) میں ایک اور مضارع احرب مکعوف (مفعول فاعلاتن معامیل فاعلن) میں تین بطیں شامل ہیں۔ آخر الذکر وزن کو برتے میں عرب کے ڈیڑھ مصرعے کو تین سطروں میں مانا گیا ہے۔

نص بطوں میں قوائی اور ردیوں کا التزام ہے جس سے آہنگ کی یکسانیت میں کچھ حرکت پیدا ہوتی اور وحدانئے حیاتی ارتقائات سے آسا ہوتا ہے۔

تین سطروں پر مشتمل ہوئے کے سب ہر نظم کو تئلیت کہا جاسکتا ہے لیکن کسی نظم میں تئلیت کی روایتی ہئیت نہیں ایسا ہی گئی ہے جس میں پہلا اور تیسرا مصرع ہم قایہ ہوتے ہیں (الف ب الف) تین سطروں اور سترہ حرفیوں (پایح سات یا یح) میں لکھی جالے والی ہائیکو کا ساٹھ بھی ان بطوں میں کسی پر نہیں کیوں کہ یہاں تمام تین سطروں میں عروسی رُکس (عموماً فاعلاتن) کو صوفی آہنگ کی اکائی پایا گیا ہے اس لیے انھیں صرف مختصر بطیں کہا جاسکتا ہے، کوئی مخصوص نام نہیں دیا جاسکتا۔

نص بطوں کے فنی تقسم سے قطع نظر ان میں استعارہ سادی، تمثیل نگاری اور حیاتی عصر کی کارروائی جادہ جالطرتی ہے لیکن شعری یکر تراشی کو ان بطوں کا خاص وصف قرار دیا جاسکتا ہے کبھی پوری نظم اور کبھی ایک دو سطر میں ان یکروں کی ترسیل کرتی اور قاری کے دہیں پر ایک اصی حیاتی تاثر مرقم جاتی ہیں

کتاب کے نام "رنگ تماشہ" سے بھی دات و کائنات میں وقوع پذیر ہوئے والی لہجہ تبدیلیوں کا عکس نمایاں ہے شاعر کی دات اور دات سے برے کائنات میں ہوئے والے تماٹوں کا اظہار شعری یکر تراشی کے توسط سے مکاراہ ڈھنگ میں کا مدیرت کیا جاسکتا ہے جس کی حمید الماس نے دو سوار کو ستس کی ہے اور یقیناً نص تماٹوں کو ان کے حقیقی رنگوں میں آکا کر کے میں وہ کامیاب بھی رہے ہیں۔

سلیم شہزاد

درن بدل جاتا ہے

ماملات ماملت (کوئی سستا ہی نہیں)

مستطیل (دل کی صدا)

گو یا اس تحریر کی رو سے عرب کے شعر کو توڑ کر میں ایسا سطور میں نہیں لکھ سکتے عرب کا شعر اگر محقر نظم ہے تو پاسد محقر نظم ہے اتنی محقر یہی دو یا تین سطوروں پر مشتمل نظم کہے کے لیے نظم کہے ہی کے زوج پر جلا ہو گا جس کے تقاضے ظاہر ہے کہ شعر کہے کے تعامول سے خدا ہیں وہ ہمارے دوسرے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ نظم جابے حس قدر محقر ہو اس کے مضموں یا سطوروں کی طوالت یا اختصار خیال کی طوالت یا اختصار پر محقر ہو گا۔ نظم بے حس کی مثال میں دی جا سکتی ہے :

لامکاں اُٹھنے پر بدوں کے تعاقب میں

ماملات ماملات ماملات ماملات

نظر آتی ہیں مجھ کو دُور تک

علائق ماملات ماملات

اُڑتی ہوئی پر چھپائیاں

ن ماملات ماملات

ساتھ کی تقطیع سے آزاد نظم کی تکنیک بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر اسے لکھنے کے لیے ایک عروسی رکن مقرر کیا گیا تو سطوروں کی طوالت یا اختصار میں اسی رکن کو کہاں کہاں سطر کے اختتام یا ابتدا میں ٹوٹ کر آنا اور لقیہ حرور رکن سے مربوط ہوتا ہے (پہلی سطر کا اختتام 'ما' دوسری سطر کی ابتدا علاق اسی سطر کا اختتام ماملات اور تیسری سطر کی ابتدا اس دوسروں میں سے ۱۸۴ نظموں میں صرف ماملات کی تکرار ان کے مسلسل مطالعے میں گرانی پیدا کرتی ہے شاعر کو محروں کے انتخاب میں توجہ کا خیال رکھنا چاہیے تھا

جس سولہ نظموں میں حمید الماس نے ماملات کو جھوڑ کر دیگر عروسی ارکان اختیار کیے ہیں ان میں ایک نظم میں مسلسل کی تکرار ملتی ہے آٹھ نظموں پر ضعیف مستحسن محدود/مقصود کے درن ماملات ماملات ماملات/علائق میں کہی گئی ہیں ان میں بھی چار نظموں کی

ان لفظوں میں ہر لفظ میں مصرعوں میں مبتلا ہے و مشرطے کہ ایک یا دو میں لفظوں کے
مجموعے کو بھی مشرط کہا جائے (سولہ لفظوں کے علاوہ) اتنی تمام لفظیں بحرِ رمل کے رُکس و اعلاآت
کی تکرار سے تحقیق کی گئی ہیں اور ان کا احتتام اسی رُکس کے محدود و رُحاف واطس پر ہوتا
ہے۔ کہیں کہیں ہر مصرع اس رُحافی رُکس پر ختم کیا گیا ہے یعنی اس طرح

واعلاآت واطس

واعلاآت واطس

واعلاآت واطس

محض لفظیں بظاہر ہیں مصرعوں میں مقسم ہیں یکس حقیقتاً وہ بحرِ رمل کے متبتیں و موزوں ان کے
کے اشعار ہیں یعنی متاعِ رمل دو مصرعوں کو توڑ کر تین مصرعوں میں لکھا ہے۔ اگر یہ اس طرح
لکھے سے دو کے تین مصرعے ہیں ہو جاتے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رمل کے
کسی شعر کو توڑ کر لکھے سے وہ محقر لفظ میں جاتا ہے؟ یا رمل کا شعر ایک پاسد محقر لفظ ہے؟
یہ سوال بھی کہ آزاد لفظ کے طویل و محقر مصرعوں یا سطروں کی طوالت و اختصار کا حوالہ کیا ہے؟
"رُکب تاتہ" کی ایک لفظ اس طرح ہے :

سب کے سب ہیں عقل کے پیچھے رواں

کوئی مستہای نہیں

دل کی صدا

اس لفظ کو بحرِ رمل میں محدود کے مطابق اس طرح لکھیں

سب کے سب ہیں عقل کے پیچھے رواں

کوئی مستہای نہیں دل کی صدا

تو یہ ایک درد (متہاستر) میں جاتی ہے جس کا وزن عروضی اصول کے مطابق روایتاً دو مصرعوں

میں واعلاآت واعلاآت واطس واطس

واعلاآت واعلاآت واطس واطس

ہوتا ہے لفظ کی صورت میں درج بالا میں سطروں کی تقطیع کرنے پر پہلی سطر یا مصرعے کا
وزن تو اصول کے مطابق آتا ہے (واعلاآت واعلاآت واطس) مگر دوسری اور تیسری سطر کا

ہی ہیں)

کو توڑ کر میں ایسا سطوروں میں ہیں لکھ سکے مرل کا شعر
تسی محقر یعنی دو یا تین سطوروں پر مشتمل نظم کہے کے لیے
کے تقاضے ظاہر ہے کہ شعر کہے کے تقاضوں سے جدا ہیں
- ہیں کہ نظم چاہے جس قدر محقر ہو اس کے معنوں یا سطوروں
احتماد پر منحصر ہوگا۔ نظم یہ جس کی مثال میں دی جا سکتی

جسے برمدوں کے تعاقب میں

معلات معلات معلات

ہیں مجھ کو دور تک

معلات معلات

ہوئی یہ جیائیاں

معلات معلات

و نظم کی تکنیک بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر اسے نگھے کے لیے
وں کی طوالت یا اختصار میں اسی ٹک کی کو کہاں کہاں سطر کے
ما اور بقیہ حرور کی سے مربوط ہوتا ہے (پہلی سطر کا اختتام
' اسی سطر کا اختتام معلات اور تیسری سطر کی ابتدا میں) دو سو
معلات کی تکرار ان کے مسلسل مطالعے میں گرائی پیدا کرتی
میں توجہ کا خیال رکھنا چاہیے تھا

الماس سے معلات کو چھوڑ کر دیگر عروسی ارکان اختیار
مجلس کی تکرار ملتی ہے آٹھ لطیف بحر طبع مستحسن
تس معائن معلات میں کہی گئی ہیں ان میں بھی چار سطروں کے

و نه چتره چتره ای که در این کتاب است

کتابخانه

کتابخانه

کتابخانه —————
 کتابخانه —————
 کتابخانه —————
 کتابخانه —————
 کتابخانه —————
 کتابخانه —————

کتابخانه ②

یہ دوسو نظمیں

نظم میں ہر مصرعوں پر بھی مستعمل ہو سکتی ہے اور صرف میں مصرعوں پر بھی نظم کا ہر مصرع تمام عروض کے مطابق متعین ارکان کا حامل اور تسلسل خیال کے تحت اس کا ہر مصرع غیر ہم وزن یا تعداد ارکان کا غیر یا سدھی ہو سکتا ہے۔ طوالت و احتصار کا مسئلہ دراصل نظم میں پیش کیے گئے خیال کی طوالت یا خیال کے احتصار پر اسحصار کرتا ہے۔

قصائد، مثنویاں، مرثیاتی یا رزمیہ نظمیں عموماً طویل تر ہوا کرتی ہیں۔ یہ جیسے کسی روایتی یا سد ہیئت میں لکھی گئی ہوں یا ال میں آزاد نظم کی ہیئت اختیار کی گئی ہو، مگر آج کل ہر شعر چھ ہجاء سے نئے شعرا عموماً محقر گوئی کی طرف مائل نظر آتے ہیں اور ان کے اسی ہی روئے کا اظہار تنکیٹ، زماعی، ہائیکو یا محقر تر آزاد نظم کی ہیئتوں کے توسط سے سامنے آ رہا ہے محقر تر نظم کی روایت کا سراغ عرب کے اشعار سے ملتا ہے۔ عرب کا ہر شعر ایک دو مصرعی نظم ہوتا ہے۔ مسلسل عرب سے قطع نظر عام طور پر ہر عرب کا ہر شعر اپنی ایک معمولی اکائی رکھتا اور ایسے قریب قریب واقع ہوئے یعنی لکھے جانے والے شعریا شعروں سے معمولی طور پر قطعی مختلف ہوتا ہے، چاہے ان کے قوافی یکساں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ نظم کی طوالت یا احتصار نظم کے اظہار خیال کی طوالت یا احتصار پر منحصر ہے۔ عرب کا ہر شعر ایک لمبیا یا یہ محقر نظم ہے اگر خیال کسی قدر طویل ہو تو ساعدی کے کلمے میں یا چار یا رائے یا سد یا آزاد مصرعوں میں اسے ادا کر سکتا ہے۔ اس طرح وہ عرب کی ہیئت سے جدا محقر آزاد نظم کی ہیئت اختیار کرتا اور ایسے مافیہ کو ایسے اظہار کی روایتی خیال کی وسعت اور وحدان سے ہم آہنگی کے ساتھ کاغذ پر آمارا ہے۔ جمید الماتس کی زیر نظر دوسو محقر نظموں میں یہ سہ عناصر یک جا اور جدا ہر دو طرح موجود ملتے ہیں۔

© حمید الماس

| | |
|-----------|----------------------|
| سال اشاعت | ۱۹۸۹ء |
| قیمت | چالیس روپے |
| کاتب | راحت علی ماں رامپوری |
| مطبع | اے وی آفٹ پریس۔ دہلی |
| سرورق | حبيب درمہار |

ریر اہتمام
پریم گوپال مہتل

اترہ۔ موڈرن پبلشنگ ہاؤس، گولڈ مارکیٹ۔ دریا گنج۔ نئی دہلی ۲

رنگے تماشہ

حمید الماس

موڈرن پینٹنگ ہاؤس

گولامارکیٹ - دریا گنج،

نئی دہلی - ۱۱۰۲

رنگی تماشا

نثر

حمید الماس



مکتبہ

ڈاکٹر عزیز تمنائی کے لیے

محمد علی

رنگے تماشا

حمید الماس

موڈرن پینٹنگ ہاؤس

گولامارکیٹ - دریا گنج،

نئی دہلی - ۱۱۲

رنگے تماشہ

حمید الماس

موڈرن پیلنگ ہاؤس

گولامار کیٹ - دریائے گنج

نئی دہلی - ۱۱۲

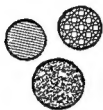


مکتبہ

ڈاکٹر عزیز تمنائی کے لیے

محمد

زنگ تماشہ



حمید الماس

حمد الماس کی نظموں میں حلوت کا
 ایک البسالمحہ بار بار اُٹھرا ہے جو حواوت
 سے نجات ماننے کی آرزو کا بھی اسلامہ ہے
 اور ایک السا حزرہ بھی ہے جہاں سے وہ
 حوادث کے موج سمندر پر ایک مار فائز نظر
 ڈال سکتا ہے درمیاں قصرِ دریا تحت بند ہونے
 کے باوجود تصور ذاتِ ملکہ معرفتِ ذات سے
 مصنف ہوا کوئی معمولی مات نہیں ہے حمد الماس
 کو نہ ساعتِ نابا حاصل ہے۔ اور اس سے
 اس کے کلام میں گہرائی اور لطافت پیدا ہوتی ہے
 ——— ڈاکٹر ورور بر آغا